دین میں جبر!

قرآنِ مجید کی تاویل وتعبیر کا صحیح طریقہ اچھی طرح سمجھ لیں۔ آپ جس آیت کے معنی سمجھنا چاہتے ہوں، پہلے عربی زبان کے لحاظ سے اس کے الفاظ اور ترکیب (construction) پر غور کریں۔ پھر اسے سیاق وسباق (context) میں رکھ کر دیکھیں.... اب میں آیت [لا اکراہ فی الدین] کو لیتا ہوں، جسے آپ نے مثال کے طور پر لیا ہے۔ اُس میں کہا گیا ہے کہ ''دین میں کوئی جبر نہیں ہے''۔ عربی زبان کے لحاظ سے 'دین میں' کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک 'دین کو قبول کرنے یا اختیار کرنے کے معاملے میں' دوسرے 'دین کے نظام میں'۔ ان دو تعبیروں میں سے کون سی تعبیر قابلِ ترجیح ہے؟ اس کا فیصلہ محض اس آیت کے الفاظ سے نہیں ہوسکتا۔ اس کے لیے آپ کو سیاق وسباق کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

جس سیاق وسباق میں یہ آیت آئی ہے، وہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی صفات.... کی طرف قرآن دعوت دیتا ہے۔ پھر کہا گیا ہے کہ ''دین میں کوئی جبر نہیں ہے''۔.... اس سیاق وسباق میں صاف طور پر یہ معنی [ہیں] کہ اللہ کے متعلق مذکورہ بالا عقیدہ کسی سے زبردستی نہیں منوایا جائے گا، صحیح عقیدے کو غلط عقائد کے مقابلے میں پوری وضاحت کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے، اب جو کوئی غلط عقائد کو چھوڑ کر اللہ کو اُس طرح مان لے جس طرح بتایا گیا ہے، وہ خود فائدہ اُٹھائے گا اور جو ماننے سے انکار کرے وہ آپ ہی نقصان میں رہے گا۔ اس کے بعد آپ پورے قرآن پر ایک نگاہ ڈالیے [تو] آپ دیکھیں گے کہ متعدد جرائم کے لیے سزائیں تجویز کی گئی ہیں، بہت سی اخلاقی خرابیوں کو دبانے کا حکم دیا گیا ہے، بہت سی چیزوں کو ممنوع ٹھیرایا گیا ہے.... اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ رسولؐ اور اصحابِ امر کی اطاعت کریں۔ ان سب احکام کو نافذ (enforce) کرنے کے لیے بہرحال قوتِ جابرہ (coercive power) کا استعمال ناگزیر ہے، خواہ وہ ریاست کی طاقت ہو یا سوسائٹی کے اخلاقی دباؤ کی طاقت۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ 'دین میں کوئی جبر نہیں ہے' کہنے سے قرآن کا منشا یہ ہرگز نہیں ہے کہ اسلامی نظامِ زندگی میں سرے سے جابرانہ قوت کے استعمال کا کوئی مقام ہی نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ دین اسلام کو قبول کرنے کے معاملے میں جبر کا کوئی کام نہیں، جو قبول کرنا چاہے وہ اپنی آزاد مرضی سے قبول کرے اور جو قبول نہ کرنا چاہے، اسے کوئی زبردستی ایمان لانے پر مجبور نہ کرے گا۔ ('ایک امریکن پروفیسر کے نام'، سیّد مودودیؒ، ترجمان القرآن، جلد ۴۵، صفر ۱۳۷۵ھ، اکتوبر ۱۹۵۵ئ، ص ۴۵-۴۷)